البیان

جاوید احمد غامدی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سورۃ الکھف

(۳)

(گذشتہ سے پیوستہ)

وَاتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ
مُلْتَحَدًا ﴿۲۷﴾ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ
يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَا تُطِعْ مَنْ
اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ﴿۲۸﴾ وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ

(تم اِن کی پروا نہ کرو، اے پیغمبر)، اور تمھارے پروردگار کی جو کتاب تمھاری طرف وحی کی جارہی ہے، اُسے لوگوں کو سنا دو۔ خدا کے قوانین کو کوئی بدلنے والا نہیں ہے۔ تم (اُن سے ہٹ کر کچھ چاہو گے تو) اُس کے سوا ہرگز کوئی پناہ کی جگہ نہ پاؤ گے۔[۳۸] تم اپنے آپ کو اُن لوگوں کے ساتھ جمائے رکھو جو اپنے پروردگار کی رضا جوئی میں صبح و شام اُس کو پکارتے ہیں۔ تمھاری آنکھیں دنیوی زندگی کی رونق کی خاطر اُن سے ہٹنے نہ پائیں اور تم اُن (لوگوں کی بات) پر دھیان نہ کرو جن کے دل ہم نے اپنی یاد سے غافل

۳۸؎ یعنی ہدایت و ضلالت کے لیے جو قوانین خدا نے بنا دیے ہیں، لوگ اُنھی کے مطابق ہدایت پائیں گے اور اُنھی کے مطابق گمراہی کے حوالے کیے جائیں گے۔ اُن سے ہٹ کر کوئی شخص کسی کو ہدایت نہیں دے سکتا اور کسی کو اِس

فَمَنۡ شَآءَ فَلۡيُؤۡمِنۡ وَّمَنۡ شَآءَ فَلۡيَكۡفُرۡ اِنَّاۤ اَعۡتَدۡنَا لِلظّٰلِمِيۡنَ نَارًا اَحَاطَ بِهِمۡ سُرَادِقُهَا
وَاِنۡ يَّسۡتَغِيۡثُوۡا يُغَاثُوۡا بِمَآءٍ كَالۡمُهۡلِ يَشۡوِى الۡوُجُوۡهَ بِئۡسَ الشَّرَابُ وَسَآءَتۡ
مُرۡتَفَقًا ﴿۲۹﴾

اِنَّ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اِنَّا لَا نُضِيۡعُ اَجۡرَ مَنۡ اَحۡسَنَ عَمَلًا ﴿۳۰﴾
اُولٰٓئِكَ لَهُمۡ جَنّٰتُ عَدۡنٍ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهِمُ الۡاَنۡهٰرُ يُحَلَّوۡنَ فِيۡهَا مِنۡ اَسَاوِرَ مِنۡ

کردیے ہیں اور جو اپنی خواہشوں کے پیچھے پڑے ہیں اور جن کا معاملہ حد سے گزر گیا ہے[۳۹]۔ اِن سے کہو، تمھارے پروردگار کی طرف سے یہی حق ہے[۴۰]۔ سو جس کا جی چاہے، ایمان لائے اور جس کا جی چاہے، انکار کر دے۔ ہم نے ظالموں کے لیے ایسی آگ تیار کر رکھی ہے جس کے سرا پردے اُن کو اپنے گھیرے میں لے لیں گے۔ اگر وہ پانی کے لیے فریاد کریں گے تو اُن کی فریاد رسی اُس پانی سے کی جائے گی جو پگھلے ہوئے تانبے کی طرح ہوگا۔ وہ چہروں کو بھون ڈالے گا۔ کیا ہی برا پانی ہوگا اور کیا ہی برا ٹھکانا! ۲۷-۲۹

رہے وہ لوگ جو ایمان لائے اور اُنھوں نے نیک عمل کیے تو یقیناً ہم اُن لوگوں کا اجر ضائع نہیں کریں گے جو اچھے طریقے سے عمل کریں۔ اُن کے لیے ہمیشہ رہنے والے باغ ہوں گے، اِس طرح کہ اُن کے پاؤں تلے نہریں بہ رہی ہوں گی۔ اُنھیں وہاں سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے۔ وہ

کی تمنا بھی نہیں کرنی چاہیے۔

۳۹؎ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کر کے قریش کے اغنیا اور متکبرین کو متنبہ کیا ہے کہ ہمارے پیغمبر کو تمھاری ناز برداری کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اُن کی متاع عزیز وہی لوگ ہیں اور اُنھی کو ہونا چاہیے جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں۔ چنانچہ آپ کو بھی توجہ دلائی ہے کہ داعی حق کا کام یہی ہے کہ وہ خدا کا پیغام بے کم و کاست پہنچا دے اور اِس کے لیے اپنے مخاطبین کی دولت، اقتدار اور معاشرے میں اُن کے اثر و رسوخ کو ہرگز خاطر میں نہ لائے۔

۴۰؎ اِس جملے میں مبتدا محذوف ہے، یعنی ’ھذا ھو الحق‘۔

ذَهَبٍ وَّیَلۡبَسُوۡنَ ثِیَابًا خُضۡرًا مِّنۡ سُنۡدُسٍ وَّاِسۡتَبۡرَقٍ مُّتَّكِـِٕیۡنَ فِیۡهَا عَلَی الۡاَرَآئِكِ
نِعۡمَ الثَّوَابُ وَ حَسُنَتۡ مُرۡتَفَقًا ﴿۳۱﴾
وَاضۡرِبۡ لَهُمۡ مَّثَلًا رَّجُلَیۡنِ جَعَلۡنَا لِاَحَدِهِمَا جَنَّتَیۡنِ مِنۡ اَعۡنَابٍ وَّ حَفَفۡنٰهُمَا
بِنَخۡلٍ وَّ جَعَلۡنَا بَیۡنَهُمَا زَرۡعًا ﴿۳۲﴾ كِلۡتَا الۡجَنَّتَیۡنِ اٰتَتۡ اُكُلَهَا وَلَمۡ تَظۡلِمۡ مِّنۡهُ شَیۡـًٔا
وَّ فَجَّرۡنَا خِلٰلَهُمَا نَهَرًا ﴿۳۳﴾ وَّ كَانَ لَهٗ ثَمَرٌ فَقَالَ لِصَاحِبِهٖ وَهُوَ یُحَاوِرُهٗۤ اَنَا اَكۡثَرُ
مِنۡكَ مَالًا وَّ اَعَزُّ نَفَرًا ﴿۳۴﴾ وَدَخَلَ جَنَّتَهٗ وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفۡسِهٖ قَالَ مَاۤ اَظُنُّ اَنۡ تَبِیۡدَ

سندس اور استبرق کی سبز پوشاک پہنیں گے، تختوں پر ٹیک لگائے ہوئے اُس میں بیٹھے ہوں گے۔ کیا ہی اچھا بدلہ ہے اور کیا ہی اچھا ٹھکانا![۴۱] ۳۰-۳۱

تم اِن کے سامنے ایک مثال بیان کرو[۴۲]۔ دو شخص تھے[۴۳]۔ اُن میں سے ایک کو ہم نے انگوروں کے دو باغ[۴۴] دے رکھے تھے اور اُن کے گرداگرد کھجوروں کے درخت لگا دیے تھے اور اُن کے درمیان کھیتی کے قطعے رکھ دیے تھے۔ دونوں باغ خوب پھل لاتے، اُس میں کوئی کمی نہیں کرتے تھے۔ اور اُن کے بیچ بیچ میں ہم نے ایک نہر دوڑا دی تھی۔ اُس کے پھلوں کا موسم ہوا تو اُس نے اپنے ساتھی سے بحث کرتے ہوئے کہا: میں تم سے مال میں بھی زیادہ ہوں اور میرا جتھا بھی زبردست ہے[۴۵]۔ وہ (یہ باتیں کرتے

---

[۴۱] اوپر دوزخ کے احوال بیان ہوئے ہیں۔ یہ اب جنت کے احوال ہیں۔ قرآن نے یہ سب چیزیں تشبیہ و تمثیل کے طریقے پر اور مخاطبین کے ذوق اور معلومات کی رعایت سے بیان کی ہیں۔ چنانچہ اہل ایمان کے صلے میں اُنھی چیزوں کو نمایاں کیا ہے جنھیں وقت کے امرا و اغنیا اپنا سرمایۂ فخر و مباہات سمجھتے تھے۔

[۴۲] یعنی قریش کے متمردین کے سامنے تاکہ وہ اِس کے آئینے میں اپنا ظاہر و باطن بھی دیکھ لیں اور اُس کشمکش کا انجام بھی جو اِس وقت برپا ہے۔

[۴۳] ایک جسے خدا نے دو باغ دیے تھے اور دوسرا اُس کا ساتھی جس کا ذکر آگے آ رہا ہے۔

[۴۴] یعنی ایک نہیں، بلکہ دو۔ یہ تکمیل نعمت کے اظہار کے لیے ہے۔

[۴۵] یہ فقرہ بتا رہا ہے کہ اُس کے ساتھی نے اُسے نصیحت کی کہ تمھیں خدا نے یہ سب کچھ عطا فرمایا ہے تو اُس کے

هٰذِهٖٓ اَبَدًا ﴿۳۵﴾ وَّمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً وَّلَئِنْ رُّدِدْتُّ اِلٰى رَبِّىْ لَاَجِدَنَّ خَيْرًا
مِّنْهَا مُنْقَلَبًا ﴿۳۶﴾
قَالَ لَهٗ صَاحِبُهٗ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗٓ اَكَفَرْتَ بِالَّذِىْ خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ
نُّطْفَةٍ ثُمَّ سَوّٰىكَ رَجُلًا ﴿۳۷﴾ لٰكِنَّا۠ هُوَ اللّٰهُ رَبِّىْ وَلَآ اُشْرِكُ بِرَبِّىْٓ اَحَدًا ﴿۳۸﴾ وَلَوْلَآ
اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ اِنْ تَرَنِ اَنَا اَقَلَّ مِنْكَ مَالًا

ہوئے) اپنے باغ میں داخل ہوا تو اپنی جان پر آفت ڈھا رہا تھا۔ اُس نے کہا: میں نہیں سمجھتا کہ یہ کبھی برباد ہو جائے گا اور میں نہیں سمجھتا کہ قیامت کبھی آئے گی۔ تاہم میں اگر اپنے پروردگار کی طرف لوٹایا بھی گیا تو جہاں لوٹ کر جاؤں گا، اِس سے بہتر جگہ ہی پاؤں گا۔۳۲-۳۶

اُس کے ساتھی نے اُس سے گفتگو کرتے ہوئے جواب دیا: کیا اُس ہستی کا انکار کر رہے ہو جس نے تمھیں مٹی سے بنایا، پھر پانی کی ایک بوند سے، پھر تم کو ایک پورا آدمی بنا کھڑا کیا۔[۴۶] (تم جو چاہے کرو)، لیکن (میں تو یہی سمجھتا ہوں کہ) میرا رب وہی اللہ ہے اور میں اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھیراتا۔[۴۷] تم جب اپنے باغ میں داخل ہو رہے تھے تو تم نے یہ کیوں نہیں کہا کہ جو اللہ نے چاہا۔[۴۸] اللہ کے

شکر گزار بندے بنو، ورنہ اندیشہ ہے کہ اُس کے قہر و غضب کا نشانہ بن جاؤ گے۔ لیکن اُس نے جواب میں بحث شروع کر دی کہ میرے مقابلے میں ذرا اپنا حال دیکھو۔ تمھارے پاس کچھ بھی نہیں اور اِس کے باوجود مجھے ڈرا رہے ہو۔ یہ جو کچھ مجھے میسر ہے، یہ خود اِس بات کی شہادت ہے کہ میرا طرز عمل تم سے زیادہ صحیح ہے۔

۴۶؎ یہ انکار آخرت پر اُس کے ساتھی، بندۂ مومن کا معارضہ ہے۔ وہ خدا کی سچی معرفت اور اُس پر سچے ایمان سے بہرہ یاب تھا۔ چنانچہ اُس نے توجہ دلائی کہ جس خدا کی قدرت کے یہ مظاہر دیکھتے ہو، اُس کے بارے میں کس طرح خیال کرتے ہو کہ مرنے کے بعد وہ تمھیں اٹھا نہ سکے گا؟ اِس کے معنی تو یہ ہیں کہ تم درحقیقت خدا ہی کا انکار کر رہے ہو۔

۴۷؎ استاذ امام لکھتے ہیں:

”یہ بندۂ مومن نے اپنا عقیدہ بیان کیا ہے جس سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ ایمان کے لیے صرف خدا کو مان

وَّوَلَدًا ﴿۳۹﴾ فَعَسٰی رَبِّیْٓ اَنْ یُّؤْتِیَنِ خَیْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ وَیُرْسِلَ عَلَیْھَا حُسْبَانًا مِّنَ
السَّمَآءِ فَتُصْبِحَ صَعِیْدًا زَلَقًا ﴿۴۰﴾ اَوْ یُصْبِحَ مَآؤُھَا غَوْرًا فَلَنْ تَسْتَطِیْعَ لَهٗ طَلَبًا ﴿۴۱﴾
وَاُحِیْطَ بِثَمَرِهٖ فَاَصْبَحَ یُقَلِّبُ كَفَّیْهِ عَلٰی مَآ اَنْفَقَ فِیْھَا وَھِیَ خَاوِیَةٌ عَلٰی
عُرُوْشِھَا وَیَقُوْلُ یٰلَیْتَنِیْ لَمْ اُشْرِكْ بِرَبِّیْٓ اَحَدًا ﴿۴۲﴾ وَلَمْ تَكُنْ لَّهٗ فِئَةٌ یَّنْصُرُوْنَهٗ

بغیر کسی میں کوئی طاقت نہیں ہے۔ اگر تم مجھ کو دیکھتے ہو کہ میں مال و اولاد میں تم سے کم ہوں[۴۹] تو عجب نہیں کہ میرا پروردگار مجھے تمھارے باغ سے بہتر باغ عطا فرمائے اور تمھارے باغ پر آسمان سے کوئی ایسی گردش بھیج دے کہ وہ چٹیل میدان ہو کر رہ جائے یا اُس کا پانی زمین میں اتر جائے، پھر تم اُس کو کسی طرح پا نہ سکو۔ ۳۷-۴۱

(چنانچہ یہی ہوا) اور اُس کا سارا پھل (عذاب کے) پھیر میں آ گیا۔ سو جو کچھ اُس نے باغ پر خرچ کیا تھا، وہ اُس پر اپنے ہاتھ ملتا رہ گیا۔ اُس کا باغ اپنی ٹٹیوں پر گرا پڑا تھا اور وہ کہہ رہا تھا: اے کاش، میں اپنے پروردگار کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھیراتا[۵۰]۔ اُس کے پاس کوئی جتھا نہ تھا جو خدا کے مقابلے میں

لینا ہی کافی نہیں ہے، بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ خدا ہی کو اپنا رب، پروردگار اور آقا و مالک بھی مانے۔ اگر کوئی شخص اللہ کا اقرار کرتا ہے، لیکن رب دوسروں کو بھی مانتا ہے تو وہ مشرک ہے۔ اور یہ شرک بھی کفر ہے۔ اگر کوئی شخص اپنے مال و جاہ پر مغرور ہے، اُس کو اپنی قابلیت کا ثمرہ و نتیجہ اور اپنے استحقاق ذاتی کا کرشمہ خیال کرتا ہے اور یہ خنّاس اُس کے دماغ میں سمایا ہوا ہے کہ اُس کو اُس سے کوئی چھین نہیں سکتا تو یہ بھی شرک ہے، اِس لیے کہ ایسا شخص اپنے آپ کو خدا کی خدائی میں ساجھی سمجھتا ہے۔'' (تدبرقرآن ۴/۵۸۶)

۴۸۔ یعنی جو کچھ ہے، سب اللہ کی عنایت ہے اور اُس کی مشیت سے ملا ہے۔

۴۹۔ اصل الفاظ ہیں: 'اِنْ تَرَنِ اَنَا اَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَّ وَلَدًا'۔ اِن میں 'اَنَا' عربیت کے اسلوب پر دو مفعولوں کے درمیان ایک فاصل کے طور پر آ گیا ہے۔ اِس کی مثالیں کلام عرب میں بھی موجود ہیں اور ہماری اپنی زبان میں بھی۔

۵۰۔ یعنی اُس وقت ہوش آیا، جب ہر چیز غارت ہو گئی۔ استاذ امام لکھتے ہیں:

''...تباہ شدہ باغ ایک میت کی طرح سامنے تھا اور وہ اُس کی لاش پر کھڑا اپنے دونوں ہاتھ مل رہا تھا کہ اُس سے

مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ وَمَا کَانَ مُنۡتَصِرًا ﴿۴۳﴾ ہُنَالِکَ الۡوَلَایَۃُ لِلّٰہِ الۡحَقِّ ہُوَ خَیۡرٌ ثَوَابًا وَّ خَیۡرٌ عُقۡبًا ﴿۴۴﴾

وَاضۡرِبۡ لَہُمۡ مَّثَلَ الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا کَمَآءٍ اَنۡزَلۡنٰہُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخۡتَلَطَ بِہٖ نَبَاتُ الۡاَرۡضِ فَاَصۡبَحَ ہَشِیۡمًا تَذۡرُوۡہُ الرِّیٰحُ وَکَانَ اللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ مُّقۡتَدِرًا ﴿۴۵﴾ اَلۡمَالُ وَالۡبَنُوۡنَ زِیۡنَۃُ الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا وَالۡبٰقِیٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَیۡرٌ عِنۡدَ رَبِّکَ ثَوَابًا

اُس کی مدد کرتا[51] اور نہ وہ خود (اُس کا) بدلہ لے سکتا تھا۔ اِس وقت[52] سارا اختیار صرف خداے برحق کا ہے۔ (حقیقت یہ ہے کہ) اُسی کا اجر بہتر ہے اور جس انجام تک وہ پہنچائے، وہی سب سے اچھا انجام ہے۔ ۴۲-۴۴

(یہ جس پر ریجھے ہوئے ہیں)، اِنھیں اُس دنیوی زندگی کی مثال سناؤ۔ یہ ایسی ہے جیسے پانی ہو جسے ہم نے آسمان سے (بارش برسا کر) اتارا، پھر اُس سے زمین کی نباتات خوب گھنی ہوئیں، پھر چورا ہو کر رہ گئیں جسے ہوائیں اڑاتی پھری ہیں۔ اللہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے[53]۔ یہ مال و اولاد[54] اِسی دنیوی زندگی کی رونق ہیں۔ (حقیقت یہ ہے کہ) تمھارے پروردگار کے ہاں اجر کے لحاظ سے بہتر وہ اعمال

کچھ یافت ہونی تو الگ رہی، جو کچھ اُس کے رکھ رکھاو پر خرچ کیا، وہ بھی برباد ہوا۔ اُس وقت اُسے اپنے ناصح کی بات یاد آئی اور نہایت حسرت کے ساتھ بولا کہ کاش، میں کسی کو اپنے رب کا شریک نہ بناتا۔'' (تدبر قرآن ۴/ ۵۸۸)

اِس آخری جملے کا مطلب یہ ہے کہ اے کاش، میں اپنی دولت و ثروت، جمعیت و عصبیت اور خدم و حشم کو معبود بنا کر اُن کی پرستش نہ کرتا، بلکہ اِن سب چیزوں کو اپنے پروردگار کی عنایت سمجھتا اور اُس کا شکر گزار ہوتا۔

۵۱؎ یہ اُس جتھے کی طرف اشارہ ہے جس کا ذکر پیچھے 'اَعَزُّ نَفَرًا' کے الفاظ میں ہوا ہے۔

۵۲؎ یعنی اِس وقت جب عذاب کی گھڑی آگئی ہے۔

۵۳؎ چنانچہ ایک دن اُس کا حکم ہو گا اور یہ دنیا کی بہار بھی اِسی طرح خزاں رسیدہ ہو کر رہ جائے گی۔ تم اِسے لازوال سمجھ کر اِس کے دیوانے ہو رہے ہو، دراں حالیکہ اِس کی کوئی چیز بھی باقی رہنے والی نہیں ہے۔

۵۴؎ قبائلی زندگی میں مال کے ساتھ اولاد کی اہمیت بھی غیر معمولی تھی۔ پیچھے جس جتھے کا ذکر ہوا ہے، وہ اصلاً

وَّ خَیۡرٌ اَمَلًا ﴿۴۶﴾ وَ یَوۡمَ نُسَیِّرُ الۡجِبَالَ وَ تَرَی الۡاَرۡضَ بَارِزَۃً ۙ وَّ حَشَرۡنٰہُمۡ فَلَمۡ نُغَادِرۡ
مِنۡہُمۡ اَحَدًا ﴿۴۷﴾ وَ عُرِضُوۡا عَلٰی رَبِّکَ صَفًّا ؕ لَقَدۡ جِئۡتُمُوۡنَا کَمَا خَلَقۡنٰکُمۡ اَوَّلَ
مَرَّۃٍۭ ۫ بَلۡ زَعَمۡتُمۡ اَلَّنۡ نَّجۡعَلَ لَکُمۡ مَّوۡعِدًا ﴿۴۸﴾ وَ وُضِعَ الۡکِتٰبُ فَتَرَی الۡمُجۡرِمِیۡنَ
مُشۡفِقِیۡنَ مِمَّا فِیۡہِ وَ یَقُوۡلُوۡنَ یٰوَیۡلَتَنَا مَالِ ہٰذَا الۡکِتٰبِ لَا یُغَادِرُ صَغِیۡرَۃً وَّ لَا
کَبِیۡرَۃً اِلَّاۤ اَحۡصٰہَا ۚ وَ وَجَدُوۡا مَا عَمِلُوۡا حَاضِرًا ؕ وَ لَا یَظۡلِمُ رَبُّکَ اَحَدًا ﴿۴۹﴾

ہیں جو اچھے اور باقی رہنے والے ہیں اور اِس لحاظ سے بھی کہ اُن سے امیدیں وابستہ کی جائیں۔ اُس دن کا خیال کرو، جب ہم پہاڑوں کو چلا دیں گے اور تم زمین کو دیکھو گے کہ بالکل عریاں ہو گئی ہے اور ہم اِن کو لا جمع کریں گے، پھر اِن میں سے کسی کو چھوڑیں گے نہیں۔ سب صفیں باندھے ہوئے تیرے پروردگار کے حضور پیش کر دیے جائیں گے ـــــ تم ہمارے پاس آ گئے نا، جس طرح ہم نے تمھیں پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا۔ بلکہ تم نے تو یہ سمجھ رکھا تھا کہ ہم تمھارے لیے کوئی وعدے کا وقت مقرر ہی نہیں کریں گے۔ اُس وقت اعمال کا دفتر سامنے رکھ دیا جائے گا۔ پھر تم مجرموں کو دیکھو گے کہ جو کچھ اُس میں (لکھا) ہے، وہ اُس سے ڈر رہے ہوں گے اور کہیں گے کہ ہائے ہماری کم بختی! یہ کیسا دفتر ہے کہ نہ کوئی چھوٹی بات اِس نے لکھنے سے چھوڑی ہے نہ بڑی۔ اُنھوں نے جو کچھ (دنیا میں) کیا تھا، سب اپنے سامنے حاضر پایا اور تیرا پروردگار (اُس دن) کسی پر کوئی ظلم نہ کرے گا۔ ۴۵-۴۹

اولاد ہی سے بنتا تھا اور لوگ اِسی بنا پر کثرت اولاد کی تمنا کرتے تھے۔

[باقی]